عالم اسلام میں مفاہمت کے دور کا آغاز

"ڈونالڈ ٹرمپ کے دور اقتدار میں اسرائیل کو جس قدر شہ اور طاقت مل گئی تھی وہ پوری دنیا کو فکر میں ڈالنے والی تھی، پوری مسلم دنیا امریکہ اور اس کے حواری ملکوں کے یروشلم میں سفارت خانوں کے کھولنے کے فیصلے پر بے بس دکھائی دی۔ آج بھی جو بائیڈن حکومت اسرائیل کو اندھی حمایت دے رہی ہے اور ارض فلسطین میں خون خرابے پر خاموش رہی، گزشتہ سال رمضان میں فلسطینیوں پر بم باری پر جو بائیڈن نے جو وطیرہ اختیار کیا تھا وہ انسانیت نوازی کی دہائی دینے والوں کو بیدار نہ کرسکا۔ غزہ میں میڈیا کے عالمی اداروں کو زبردست نقصان اور قبلۂ اول میں بربریت کا ننگا ناچ ہوا۔"

شاہنواز احمد صدیقی

عالم اسلام میں تصادم، برادرکشی اور ایک دوسرے کے خلاف وسائل استعمال عام مسلمان میں تشویش کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ سعودی عرب اور ایران میں تصادم ضرب المثل بن گیا ہے۔ یہی بات ترکی اور سعودی عرب ودیگر عرب ملکوں کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے مگر شاید اب مسلمان حکمرانوں کی آنکھیں کھلنے لگی ہیں، اس کا ایک اہم سبب امریکہ میں اقتدار کی تبدیلی ہے۔ جہاں ڈونالڈ ٹرمپ جیسے شخص کا اقتدار میں آنا اور بے دخل ہوتا اور ایک سال قبل جو بائیڈن کا برسراقتدار آنا صدمات سے دوچار کرگیا۔ یہ تبدیلیاں امریکہ، مغربی ممالک یا یوروپ میں کسی بھی زاویے سے دیکھی جاتی ہوں مگر اس سے ثابت ہوا ہے کہ ہر ملک کی طرح امریکہ کو بھی اپنے مفادات مقدم ہیں وہاں کسی بھی پارٹی کی حکومت ہے منتخب صدور اپنے مزاج اور مفادات کی وجہ سے لائق اعتبار نہیں ہیں۔

عالم اسلام کو اپنے باہمی مراسم اور تعلقات کو بہرحال بہتر بنانا ہوگا۔ مغربی ایشیا دنیا کے تمام جنگی تصادموں کے سبب بدامنی کا گڑھ بنا ہوا ہے۔ روزمرہ کے یہ تشدد کے واقعات، دھماکے اور جنگیں زبردست جانی ومالی نقصان کا سبب بنے ہوئے ہیں مگر اب مسلم ملکوں میں سفارت کاری کے ذریعہ اختلافات کو کم کرنے اور حالات کو مزید بگڑنے سے روکنے کی طرف توجہ مرکوز کی جارہی ہے۔ سعودی عرب اور ایران کے درمیان مذاکرات شروع ہوچکے ہیں اور اطمینان کی بات ہے کہ دونوں ملک اس سلسلہ کو آگے بڑھانے کے لیے کوشاں دکھائی دے رہے ہیں۔ 2021 کے وسط میں بغداد میں اسی سمت کوشش ہوچکی ہے جبکہ اب ترکی کے صدر طیب اردگان کا دورہ سعودی عرب متوقع ہے، اس سطح کے مذاکرات کے لیے دونوں ملک بظاہر عرق ریزی کے ساتھ کوششیں کررہے ہیں۔ طیب اردگان اور سعودی عرب کے شہنشاہ سلمان کے درمیان رابطہ کی خبریں حوصلہ افزا ہیں۔ دونوں ملکوں کے وزرائے خارجہ باہمی رابطے میں ہیں۔ 2018 کے اواخر میں سعودی عرب اور ترکی کے درمیان تعلقات میں تلخی اور اس دور کے واقعات کو بہانہ بنا کر سعودی عرب بطور خاص موجودہ حکمرانوں کے خلاف محاذ کھولنے کا موقع مل گیا تھا۔

ترکی اور دیگر عرب ملکوں کے درمیان تلخی کی طویل تاریخ ہے مگر 2011 میں عرب بہاریہ کے نام پر مغربی ایشیا، عرب ممالک میں جو تحریکیں شروع ہوئیں اس سے خطے کے کئی ممالک میں عدم استحکام پیدا ہوگیا۔ مصر، تیونس، لیبیا اور الجیریا میں بغاوتیں اور عوامی تحریکیں بھڑکیں۔ مغربی ممالک ایک طرف ان تحریکوں کو جمہوری تحریکیں قرار دیتے رہے تو دوسری طرف ان کو یہ خوف بھی ستا تا رہا ہے کہ ان تحریکوں کی آڑ میں اسلام پسند طاقتیں اقتدار پر قبضہ نہ کرلیں۔ اخوان المسلمین اور اس سے نظریاتی قربت رکھنے والی تنظیموں اور افراد کو ترکی میں روایتی حکمرانوں جن کو فوج، عدلیہ، دانشوروں اور نام نہاد 'روشن خیال' مغربی اقدار کے حامیوں کی غیرمشروط مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ترکی جیسے ملک میں جمہوری طور پر منتخب سرکاروں کو فوج نے اقتدار سے بے دخل کردیا تھا، ویلفیئر پارٹی کے لیڈر کے طور پر طیب اردگان کو زبردست مشکلات اور ان پارٹی کے لیڈروں کو قید وبند کی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ترکی میں ایک زمانے میں طلبا اور ملازمین کو حجاب اوڑھنے تک کی اجازت نہیں تھی۔ حالات طیب اردگان کی جسٹس اینڈ ڈیولپمنٹ پارٹی (اے کے پی) نے مسلسل بغاوتوں اور فوج کے ذریعہ تختہ پلٹنے کی کوششوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ملک میں استحکام لانے میں کامیابی حاصل کی۔ خیال رہے کہ ترکی ناٹو کا ممبر ملک ہے اس کی قومی طاقت اور اسلحہ سازی کی صفت کافی مضبوط ہے۔ ڈرون بنانے میں ترکی کو کافی مہارت حاصل ہے۔ ترکی کی طاقتور جدید فوج کو بدترین حالات اور سردترین موسم سعودی عرب کا احترام عقیدت اظہر من الشمس ہے۔ سعودی عرب ایک علاقائی طاقت بھی ہے، خلیج کوآپریٹو کونسل (جی سی سی) کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا مغربی ایشیا میں وہی دبدبہ ہے جو یوروپ میں ناٹو کا۔

جی سی سی ایک بڑی اقتصادی طاقت بھی ہے مگر دو سال قبل ایک اہم ملک قطر کے ساتھ سعودی عرب اور دیگر ممالک کی کشیدگی نے اس گروپ کو کمزور کردیا تھا۔ سعودی عرب نے قطر کے ساتھ روابط منقطع کرلیے تھے اور قطر سے ملنے والی اپنی سرزمینی سرحد کو بند کردیا تھا۔ خیال رہے کہ سعودی عرب واحد ملک ہے جس کی قطر کے ساتھ زمینی سرحد ملتی ہے اس کا قطر کو زبردست نقصان پہنچا، سعودی عرب کے ساتھ ساتھ دیگر عرب ملکوں نے بھی قطر کے ساتھ مراسم محدود کردیے اس سے خطے میں قطر کا سفارتی مرتبہ کم ہوا، معیشت متاثر ہوئی، قطر عالمی سطح پر اپنی سفارت کاری اور مختلف ملکوں اور طاقتوں کے درمیان افہام وتفہیم کی کوششوں کے لیے مقبول ہے۔ لبنان، شام لیبیا وغیرہ میں جنگ بندی کے علاوہ افغانستان میں عالمی طاقتوں کے انخلاء میں بھی قطر کی سرزمین نے کلیدی رول ادا کیا۔ سعودی عرب اور امریکہ کے درمیان تعلقات کتنے مضبوط ہیں یہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ڈونالڈ ٹرمپ کے دور اقتدار میں اسرائیل کو جس قدر شہ اور طاقت مل گئی تھی وہ پوری دنیا کو فکر میں ڈالنے والی تھی، پوری مسلم دنیا امریکہ اور اس کے حواری ملکوں کے یروشلم میں سفارت خانوں کے کھولنے کے فیصلے پر بے بس دکھائی دی۔ آج بھی جو بائیڈن حکومت اسرائیل کو اندھی حمایت دے رہی ہے اور ارض فلسطین میں خون خرابے پر خاموش رہی، گزشتہ سال رمضان میں فلسطینیوں پر بم باری پر جو بائیڈن نے جو وطیرہ اختیار کیا تھا وہ انسانیت نوازی کی دہائی دینے والوں کو بیدار نہ کرسکا۔ غزہ میں میڈیا کے عالمی اداروں کو زبردست نقصان، قبلۂ اول میں بربریت کا ننگا ناچ ہوا۔ یہ حالات اس ضرورت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ عالم اسلام باہمی اختلافات رسہ کشی اور برادرکشی کی شرمناک حرکتوں اور پالیسیوں سے کنارہ کشی کرے، باہمی تعاون کو فروغ دینے کی کوشش کرے۔ ایک دوسرے کے بازاروں میں مسلم ملکوں کی مصنوعات کی خرید وفروخت کی حوصلہ افزائی کرے۔ ناقابل اعتبار دوستوں اور اعتبار کے حربوں سے بچا جاسکے۔ ▫▫▫

"عالم اسلام کو اپنے باہمی مراسم اور تعلقات کو بہرحال بہتر بنانا ہوگا۔ مغربی ایشیا دنیا کے تمام جنگی تصادموں کے سبب بدامنی کا گڑھ بنا ہوا ہے۔ روزمرہ کے پرتشدد واقعات، دھماکے اور جنگیں زبردست جانی ومالی نقصان کا سبب بنی ہوئی ہیں مگر اب مسلم ملکوں میں سفارت کاری کے ذریعہ اختلافات کو کم کرنے اور حالات کو مزید بگڑنے سے روکنے کی طرف توجہ مرکوز کی جارہی ہے۔ سعودی عرب اور ایران کے درمیان مذاکرات شروع ہوچکے ہیں اور اطمینان کی بات ہے کہ دونوں ممالک اس سلسلہ کو آگے بڑھانے کے لیے کوشاں دکھائی دے رہے ہیں۔"

آہنی عزم والی خاتون نادیہ ندیم

نادیہ ندیم کا کہنا ہے کہ ان کی زندگی میں جو اتار چڑھاؤ آئے تھے ان کا ان کی مجموعی شخصیت پر بہت گہرا اثر پڑا تھا۔ مگر بدترین حالات کا سامنا کرتے ہوئے اپنے شوق بھی پورے کرتی رہیں۔ ان کو فٹبال کا شوق تھا۔

افغانستان میں طالبان کی آمد نے سماجی تانے بانے کو متاثر کیا ہے۔ ایک بڑے طبقے میں یہ ڈر موجود ہے کہ طالبان کا برسراقتدار آنا شاید ان کے لیے پریشانی کا سبب بنے گا۔ اس خوفزدہ طبقہ میں ان میں ملک کی نصف آبادی یعنی خواتین بھی ہیں۔ بیس سال قبل طالبان کے زوال کے بعد افغانستان میں تعلیم حاصل کرنے والی خواتین کی حوصلہ افزائی کی گئی تھی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں ایک "روشن خیال" سمجھے جانے والا طبقہ معرض وجود میں آیا۔ زندگی کے تمام شعبہ جات میں عورتوں کی حصہ داری بڑھی اور اب خواتین خاص طور پر جن کا تعلق تفریح کے میدان یا کھیل کود سے ہے وہ طالبان کی آمد سے متفکر ہیں۔ بعض کھلاڑی اور اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین کو تو خوف وہراس اور بدترین حالات میں ملک تک چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا۔

اس معاملہ میں عالمی سرخیاں بٹورنے والی ایک خاتون کھلاڑی نادیہ ندیم ہے۔ نادیہ ندیم نے 20 سال قبل اس وقت ملک چھوڑا تھا جب ایک معرکہ میں ان کے والد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ نادیہ کو اپنے والد کے فوج کے جنرل ہونے کا خمیازہ بھگتنا پڑا تھا اور نادیہ افغانستان سے فرار ہونے پر مجبور ہوئی، اس وقت ان کی عمر صرف 12 سال تھی اس وقت ان کی ماں اور چھوٹے بھائی بہن کو بھی ملک چھوڑنا پڑا تھا۔ وہ پاکستان ہوتے ہوئے اٹلی پہنچیں اور وہاں سے ڈنمارک پہنچ کر سکونت اختیار کی۔ نادیہ ندیم کا کہنا ہے کہ ان کی زندگی میں جو اتار چڑھاؤ آئے تھے ان کا ان کی مجموعی شخصیت پر بہت گہرا اثر پڑا تھا۔ مگر بدترین حالات کا سامنا کرتے ہوئے اپنے شوق بھی پورے کرتی رہیں۔ ان کو فٹبال کا شوق تھا۔ انہوں نے محنت کرکے اس میدان میں اپنا مقام بنایا۔ وہ ایک شاندار عالمی شہرت یافتہ فٹبالر ہیں۔ نادیہ ندیم 2008 میں ڈنمارک کی شہری بنیں اور انہوں نے 2009 سے ڈنمارک کے لیے کھیلنا شروع کیا۔ آج ان کا شمار فٹبال کے بہترین کھلاڑی میں ہوتا ہے۔ وہ عالمی شہرت یافتہ فٹبال کلب این ڈبلیو ایس ایل کلبس اسکائی بلیو ایس اور پورٹ لینڈ تھارن ایف سی میں کھیلتی رہیں۔ ویز ویلا میں ایک لیگ ٹورنامنٹ کے دوران انہوں نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ جبکہ 21-2020 میں انہوں نے پیرس سینٹ جرمین میں اپنی شاندار کارکردگی پیش کی۔ نادیہ ندیم ان مضبوط قوت ارادی والی افغانی خواتین ہیں جنہوں نے جبر وتشدد اور استبدادی طاقتوں کے آگے کبھی سپر نہیں ڈالی۔ نادیہ ندیم نے ایک فٹبالر کی حیثیت سے دنیا کے کئی ملکوں کا دورہ کیا ہے۔ انہوں نے عالمی میچوں میں 99 مرتبہ ڈنمارک کی نمائندگی کی ہے۔ اپنی زندگی کے اس طویل سفر میں انہوں نے 11 زبانیں سیکھیں۔ وہ ایک سند یافتہ ڈاکٹر ہیں۔ آج اپنی شاندار اور جدوجہد بھرے بیک گراؤنڈ کی وجہ سے وہ دنیا بھر میں رہنے والے افغانستان کے لوگوں اور ماہرین کے حقوق کی وکالت کرتی ہیں اور پوری دنیا کو بڑے غور سے سنتی ہیں۔ ▫▫▫

سری لنکا کے مسلمان

سری لنکا سری لنکا کے مسلمان گاہے بگاہے ہی خبروں میں آتے ہیں مگر بودھ اکثریتی ملک میں مسلمانوں کی آبادی کل آبادی کا تقریباً دس فیصد ہے۔ 4 فروری 1948 میں برطانوی استبداد سے نجات حاصل کرنے کے بعد سری لنکا ایک مستحکم ملک ہے مگر جافنا میں تملوں کی طویل عرصہ تک چلنے والی بغاوت اور عسکری جدوجہد نے سری لنکا کو بدترین خانہ جنگی جیسی صورت حال سے متاثر رکھا۔

پچھلے سال ایمنسٹی انٹرنیشنل نے سری لنکا میں مسلمانوں کی مجموعی صورت حال کے بارے میں تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ

2013 کے بعد سے مسلمانوں کو تعصب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اس نئے سلسلہ کے پس پشت سب بنیادی وجہ بودھ قوم پرستی کے جذبات کا ترویج پاتا اور بودھ کے علاوہ دیگر طبقات کے ساتھ نفرت کا اظہار ہے۔ مسلم عورتوں کو حجاب اور پردہ کی وجہ سے جلد پہچان لیا جاتا ہے اور شناخت کی وجہ سے ان کو توہین اور ذہنی اذیب کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

کووڈ-19 کی وبا کے پھیلنے کے بعد تو مسلمانوں اور عیسائیوں کو ان کی آخری رسومات کے طور طریقے کی وجہ سے بطور خاص مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ سری لنکا میں مسلمانوں کے کھانے کو لے کر سب سے پہلے مشکلات سامنے آئیں۔ سنہالی بودھ نے مہم چلا کر حلال گوشت پر لگنے والے سرٹیفکیٹ کو یہ کہہ کر ختم کرادیا کہ اس سے فرقہ واریت کو ہوا ملی ہے اور حلال گوشت کا سرٹیفکیٹ جاری کرنا جانبدارانہ اور فرقہ وارانہ رویہ قرار دیا گیا۔ بودھوں کی حکمت کئی سال کی نفرت آمیز مہم کے بعد کامیاب ہوئی۔ وہاں کے مسلمانوں کو سپر ڈالنی پڑی۔ انہوں نے از خود عظیم تر قومی مفاد اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے مفاد میں 'حلال میٹ' کے سرٹیفکیٹ پر اصرار ہی کردیا۔ مگر اس بہانے سے جو تحریک چلائی گئی تو اس کا ساتھ ساتھ مساجد، مسلمانوں کے تعلیمی اداروں پر حملے شروع ہوگئے۔ حملہ آوروں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور اس سے یہ پیغام گیا کہ سنہالی بودھ کو اس طرح کی وارداتوں کے خلاف کو سزا نہیں ملے گی۔ گویا وہ قانون کی بالادستی سے اوپر ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کے خلاف کئی مقامات پر باقاعدہ ریلیاں شروع ہوگئیں۔ سری لنکا میں مسلمانوں کے خلاف جذبات کو ابھارنے میں کچھ دہشت گردانہ واقعات نے بھی رول ادا کیا۔ 2019 میں ایسٹر کے روز دہشت گردانہ واقعہ میں 258 افراد کی موت ہوگئی۔ عالمی ادارے باقاعدہ موجودہ صدر جی راجیپا کسا اور ان کی پارٹی کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں کہ مسلمانوں کو بلی کا بکرا بنایا جارہا ہے اور ملک کو درپیش اقتصادی اور سیاسی ایشو سے توجہ ہٹانے کے لیے مسلمانوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ کووڈ-19 کے دوران سری لنکا ئی مسلمانوں کو سب سے زیادہ اذیت ناک دور سے گزرنا پڑا، کووڈ-19 سے مرنے والے مسلمانوں اور عیسائیوں کو لاشیں دفن کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس پر اقوام متحدہ کے ادارے برائے انسانی حقوق یو این ایچ آر سی نے سخت احتجاج کیا تھا۔ مسلمانوں کو دہشت گردی قانون انسداد دہشت گردی قانون کے تحت بڑے پیمانے پر جیلوں میں ڈھونسا جارہا ہے اور ان کو قانونی مدد بھی شامل رہی، ایمنسٹی نے پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے مسلمانوں کے خلاف جانبدارانہ رویہ کی بات بھی کہی تھی۔ مذکورہ بالا امور میں مسلمانوں کے ساتھ جانبدارانہ رویہ کے علاقہ اپنے مذہب کے فروغ اور ترویج میں اڑچنے پیدا کرنے کی جانب کہی جارہی ہے۔ سری لنکا کے میں اسلام کی تبلیغ کو آئی سی سی پی آر قانون کے تحت روکا جارہا ہے۔ سری لنکا میں مسلمانوں کی زیادہ تر آبادی دیہی اور نواحی علاقوں میں ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت عرب سے منتقل ہونے والوں کی ہے مگر وقت کے ساتھ ساتھ یہاں کے مسلمانوں نے مقافی روایات طور طریقہ اختیار کیے۔ سری لنکا کی مسلم حساس قیادت نے سنہالی آبادی کے ساتھ مل کر حصہ داری رویہ اختیار کیا۔ 1980 کی دہائی میں سری لنکا کی فوج نے جب تمل علیحدگی پسندوں کے خلاف کارروائی کی تو مسلمان اس کا نشانہ بنے اور المیہ تو یہ ہوا کہ تملوں نے بھی مسلمانوں کو نشانہ بنایا۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے سری لنکا مسلم کانگریس بنائی گئی اور سری لنکا کے ساتھ سمجھوتے Cease fire Agreement 2002 کی عمل آوری میں مسلمانوں کے مفادات کی بات شروع ہوئی۔ سری لنکا کے ایک بڑے اختیار نزل سری لنکا کا کہنا ہے کہ بودھ لگاتار شر پھیلا رہے ہیں کہ مسلمانوں کی بڑھتی آبادی مقامی بودھ سنہائی آبادی کے لیے خطرہ ہے، اور اکثر ایسی طرح سے وہاں مسلمانوں کی آبادی بڑھتی گئی اور مسلمان اقتصادی طور پر طاقتور ہونے گئے تو سنہانی آبادی ان کے زیر اثر آجائے گی اور وہ اپنے ملک میں اقلیت میں آجائے گا۔ یہی خوف دکھا کر سنہائیوں میں مسلمانوں کے خلاف مہم شروع چلا رہی ہے۔ باور کرایا جارہا ہے اگر مسلمانوں کی آبادی اس طرح بڑھتی رہی تو سری لنکا مسلم اکثریتی ملک بن جائے گا۔ سری لنکا میں مسلمانوں کی آبادی کو تین زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ یہ ہیں سری لنکائی مور، انڈین مور اور مالے۔ مسلمانوں میں دو اور چھوٹے چھوٹے طبقات میں یہ میمن اور بورھے ہیں۔ مسلمانوں کی بہت بڑی آبادی تقریباً 62 فیصد مسلمان شمال اور مشرقی علاقوں میں رہتے ہیں۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو ایک بڑا طبقہ تقریباً (381) تمل اکثریتی علاقوں میں مقیم تھے اور یہ لوگ ایک طرف تمل دہشت گردوں کا نشانہ بنے تو دوسری طرف دہشت گردی کے خلاف مہم میں فوج نے بھی تملوں کے ساتھ مراسم کے شبہ میں نہیں بخشا۔ سری لنکائی راجیکسا سرکار نے مدارس اور عورتوں کے حجاب یعنی برقع پر پابندی عائد کردی۔ برقع پر پابندی کے پیچھے یہ جواز دیا گیا کہ اس سے مسلم خواتین کو مین اسٹریم میں آنے اور اقتصادی رقم کے مواقع حاصل کرنے میں مدد ملے گی اور مسلم عورتیں گھر کی چہاردیواری سے باہر نکل کر تعلیم اور خودمختاری حاصل کرنے کا موقع ملے گا۔ ▫ ش اص